رقم کا ایک حصہ ہے جو قواعد و ضوابط کے مطابق اسے اس شرط کے ساتھ دیا گیا ہے کہ وہ اتنی رقم مزید ملا کر لی گئی رقم کو واپس اپنے پراویڈنٹ فنڈ اکاؤنٹ میں جمع کرے گا۔

اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نے کچھ رقم بچا کر اپنے پاس رکھی ہے تاکہ ضرورت کے وقت اسے استعمال کر سکے' لیکن شدید ضرورت کے وقت وہ اس رقم سے کچھ لے کر خرچ کر لیتا ہے' مگر بعد میں اس رقم کے ساتھ کچھ اور ملا کر دوبارہ جمع کر لیتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ تو نہ قرض ہے اور نہ سود ہے۔

ظاہر ہے کہ اپنا حق یا اس کا کچھ حصہ وصول کر کے دوبارہ آجر کو مزید ملا کر دینا سودی قرض کا لین دین نہیں ہے' بلکہ آجر اور اجیر کے درمیان ایک طے شدہ معاملہ ہے۔ یہ نہ جوا ہے' نہ سود ہے' اور نہ کوئی اور غیر شرعی معاملہ ہے۔

باقی رہتی یہ بات کہ ملکی قانون میں اس کو قرض کہا جاتا ہے' اور اس پر زائد رقم کو سود' تو یہ وضعی اصطلاحات ہیں جن سے احکام تبدیل نہیں ہو سکتے۔ (گوھر رحمٰن)

حصص کی خرید و فروخت

حصص کا کاروبار دو طریقے سے ہوتا ہے۔ ایک تو یہ کہ ان کی خرید و فروخت کلیرنگ کے ذریعے ہوتی ہے جس کا اعلان اسٹاک مارکیٹ کرتی ہے۔ اس دن ادائیگی کر کے حصص کی ڈلیوری ملتی ہے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ کچھ حصص کا سودا کیا گیا اور کلیرنگ سے پہلے قیمت میں اضافہ ہو گیا۔ اب یہ حصص بیچ کر جو فرق ہوا' بغیر کچھ ادائیگی کیے یا شیئرز کی ڈلیوری کیے' منافع کی صورت میں حاصل کر لیا۔ یہی صورت حال حصص کی فروخت کی ہے۔ آج ہم نے کچھ فروخت کیے اور بغیر کلیرنگ مالیت کم ہو گئی تو انھیں دوبارہ خرید لیا گیا۔ جو فرق ہوا وہ منافع کی صورت میں مل گیا۔ آپ یہ بتایے کہ کیا بغیر ادائیگی اور بغیر ڈلیوری حصص کا لین دین اور جو فرق ہے اس کا لینا دینا جائز ہے؟ واضح رہے کہ اگر حصص خریدنے کے بعد ان کی قیمت کم ہو گئی تو ہم کو کلیرنگ پر ادائیگی کر کے حصص لینا پڑیں گے اور ان کی قیمت بڑھنے کا انتظار کرنا ہو گا۔ یہ بھی واضح رہے کہ بغیر کلیرنگ حصص کے کاروبار کا جو طریقہ ہے اس میں نفع اور نقصان دونوں ہوتے ہیں۔

لمیٹڈ کمپنی کے حصص (شیئرز) میں سرمایہ کاری اور نفع و نقصان میں شرکت کی بنیاد پر خریدنا جائز ہے۔ ہر شیئر ہولڈر اپنے حصے کے تناسب سے کمپنی کے نقد سرمائے اور اثاثوں کا مالک بن جاتا ہے۔ شرط یہ ہے کہ کمپنی کا اصل کاروبار شرعاً حلال ہو۔ اس لیے کہ حرام کاروبار کرنا' مثلاً شراب کا کارخانہ لگانا' سود اور جوئے پر مشتمل کمپنی قائم کرنا' شخصی طور پر بھی جائز نہیں ہے' اور ان میں شریک ہونا بھی جائز

نہیں ہے۔

اگر شیئرز خریدنے والے کا مقصد کمپنی کا حصہ دار بن کر سرمایہ کاری کرنا نہ ہو بلکہ یہ ہو کہ جب شیئرز کی قیمت بڑھ جائے گی تو فروخت کر کے نفع کماؤں گا تو اصولی طور پر یہ کاروبار بھی جائز ہے کہ شیئرز کی خرید و فروخت دراصل کمپنی کے اموال اور اثاثوں میں متناسب حصوں کی خرید و فروخت ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ بیع و شراء یعنی بیچنے اور خریدنے کی شرعی شرائط کو ملحوظ رکھا گیا ہو۔ مثلاً اگر ملکیت اور قبضے میں آنے سے قبل ہی بیچ دیا ہو' یا ایسا معاملہ ہو جو قمار یعنی جوئے کی شکل اختیار کر لیتا ہے' یا کوئی اور ایسی شکل بن رہی ہو جو شرعی احکام پر پوری نہ اترتی ہو تو ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں دوسری چیزوں کی خرید و فروخت بھی ممنوع ہے اور شیئرز کی خرید و فروخت بھی ممنوع ہے۔ لیکن اگر شرعی قواعد و ضوابط کی صحیح معنوں میں پابندی کی گئی ہو تو بازار حصص میں حصص کی خرید و فروخت کا کاروبار کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

شیئرز کی خرید و فروخت کا ایک طریقہ وہ ہے جو دراصل سٹہ بازی اور جوا کھیلنا ہے۔ یہی طریقہ آج کل غالباً اسٹاک ایکسچینج میں زیادہ مروج ہے۔ اس میں فریقین کا اصل مقصد لین دین اور خرید و فروخت نہیں ہوتا' بلکہ فرق برابر کر کے نفع یا نقصان کا جوا کھیلنا ہوتا ہے۔ مثلاً یکم جنوری کو ایک شخص نے ۱۰ روپے فی شیئر کا سودا کیا مگر شیئر پر قبضہ دینے کی تاریخ یکم مارچ مقرر کر لی۔ جب یکم مارچ کی تاریخ آئی تو شیئر کی قیمت بڑھ کر ۱۲ روپے ہوگئی تو اس صورت میں فروخت کرنے والا خریدنے والے کو شیئرز دینے کے بجائے دو روپے فی شیئر ادا کر دیتا ہے یا اس تاریخ کو شیئر کی قیمت کم ہو کر آٹھ روپے ہوگئی تو اس صورت میں خریدار فروخت کرنے والے کو دو روپے فی شیئر دے دیتا ہے اور شیئر وصول نہیں کرتا۔ کاروبار کی یہ صورت سٹہ بازی ہے اور حرام ہے۔ میں نے سنا ہے کہ تاریخ مقررہ تک بہت سے سودے ہو جاتے ہیں اور آخر میں سب شیئرز کے لین دین کے بجائے آپس میں قیمتوں کا فرق برابر کر لیتے ہیں۔ آپ کے سوال کو جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں تو وہ اسی صورت کے بارے میں ہے۔

شیئرز کے کاروبار کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ فریقین کا مقصد صرف برابر کرنا اور سٹہ بازی کرنا نہ ہو بلکہ حقیقی معنوں میں شیئرز کی خرید و فروخت ہو' لیکن انتظامی مجبوریوں کی وجہ سے خریدار کا شیئرز سرٹیفکیٹ پر قبضہ دو تین ہفتوں تک موخر ہو جاتا ہے۔ تو کیا بیع و شراء ہو جانے کے بعد' مگر شیئرز وصول کرنے سے پہلے' ان کو آگے کسی اور کو فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر کمپنی کا قاعدہ یہ ہو کہ شیئرز کا سودا مکمل ہو جانے کے بعد شیئرز کے تمام حقوق اور ذمہ داریاں خریدار کی طرف منتقل ہو جاتی ہیں۔ اگرچہ اس نے شیئرز سرٹیفکیٹس ابھی وصول نہ کیے ہوں' تو یہ بیع جائز ہے۔ اس لیے

کہ حقوق اور ذمہ داریوں کا منتقل ہو جانا اگرچہ محسوس قبضہ نہیں ہے مگر حکماً یہ قبضہ متصور ہوتا ہے اس لیے شرعاً یہ بھی قبضہ شمار ہوتا ہے۔ لہٰذا خریدار نے جب آگے فروخت کیا تو یہ قبضہ لینے سے پہلے فروخت کرنا نہیں ہے، جو ممنوع ہے، بلکہ قبضہ لینے کے بعد فروخت کرنا ہے جو جائز ہے۔ لیکن اگر کمپنی کا قاعدہ یہ ہو کہ جب تک شیرز کے سرٹیفکیٹس خریدار نے وصول نہ کیے ہوں اس وقت تک وہ کمپنی کا حصہ دار نہیں بن سکتا اور حقوق اور ذمہ داریاں اس کی طرف منتقل نہیں ہو سکتیں، تو پھر یہ بیع قبل القبض ہے، جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرما دیا ہے۔ مجھے معلوم نہیں ہے کہ کمپنیوں اور اسٹاک ایکسچینج والوں کا قاعدہ قانون اس بارے میں کیا ہے؟ آپ چونکہ اس کاروبار کا تجربہ اور معلومات رکھتے ہیں اس لیے مذکورہ دو صورتوں میں سے جو صورت حال ہو اس کے مطابق اپنے کاروبار کا فیصلہ خود کرلیں۔ (گ - د)

مضطر کے لیے سودی قرض

۱- ہمارے گھریلو حالات معاشی دباؤ کی وجہ سے درہم برہم ہو چکے ہیں۔ ہم قرضوں کے بوجھ تلے دب گئے ہیں۔ ایک صورت یہ ہے کہ ہم ٹریکٹر حاصل کرلیں لیکن یہ سودی اسکیم کے بغیر ممکن نہیں۔ کیا اسلام میں اس کے لیے کوئی گنجایش ہے؟ ہم جانتے ہیں کہ سود حرام ہے لیکن سفید پوش پر مفلسی آئے تو کتے کا گوشت بھی حلال ہو جاتا ہے۔ ہمارے بھی یہی حالات بن چکے ہیں۔

۲- گذشتہ ۶ سال سے بے روزگار ہوں۔ گھریلو حالات اتنے خراب ہیں کہ بیان نہیں کر سکتا۔ دو وقت کی روٹی بھی بمشکل میسر ہے۔ کچھ کاروبار کا ارادہ کیا لیکن اس کے لیے پیسوں کی ضرورت تھی۔ ہر جائز اور متوقع مقام سے کوشش کی لیکن مایوسی ملی، ایک دوست کے ذریعے بنک سے ملنے کی توقع ہے۔ جانتا ہوں کہ سود خدا اور رسولؐ سے کھلا اعلان جنگ ہے۔ کیا کروں نہیں لیتا تو حالات اتنے خراب ہیں کہ خودکشی کرنے کو جی چاہتا ہے۔

سود کی حرمت بڑی شدید ہے، اور آپ اس سے واقف ہیں۔ سود کا لینا بھی حرام ہے اور دینا بھی۔ اس لیے اس سے اجتناب کی ہر ممکن کوشش آپ پر فرض ہے۔ اپنے اخراجات کم کریں، متبادل ذرائع آمدنی تلاش کریں، اور جو کچھ کر سکتے ہوں وہ کریں۔ تمام کوششوں کے باوجود فقر و فاقہ کا سامنا ہو، عزت پر بن رہی ہو، تو پھر کیا کریں؟

سود کا دینا اسی طرح حرام ہے جس طرح لینا، لیکن دینا اسی لیے حرام ہے کہ لینا حرام ہے۔ اگر آدمی اتنا ضرورت مند ہو کہ مضطر کی تعریف میں آتا ہو تو سور کا گوشت کھانے کی بھی اجازت ہے۔ اور اس پر کوئی مواخذہ نہیں۔ اس لیے سود دینے کے سلسلے میں علماے کرام کا مسلک یہ ہے کہ "سود کو ادا